جنّ ؟

(۲)

از

(مولانا حکیم محمد ابوذر صاحب مدرسہ عزیزیہ بہار شریف)

آیت یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ الخ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنات کی جماعت میں سے بھی نبی آئے ہیں، چنانچہ بعض حضرات اسی کے قائل ہیں یہ بات کہ ہم کو ان انبیاء کا علم نہیں تو عرض یہ ہے کہ یوں بھی تمام انبیاء کرام کا علم ہی کب حاصل ہے، قرآن کریم کہتا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ. اے پیغمبر! بیشک ہم نے آپ سے پہلے بہت پیغمبر بھیجے ہیں جن میں سے بعض کا ذکر آپ سے کیا گیا ہے مگر بعض ایسے بھی ہیں جن کا حال آپ کو نہیں بتایا گیا۔ لیکن بفحوائے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وغیرہ آیات جمہور سلف نبوت کو انسان کے لئے مخصوص کہتے ہیں اور آیت مذکورۃ الصدر کی تفسیر میں دو قول ہیں

پہلا قول | مِنْكُمْ جو آیت یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ الخ میں وارد ہے، اس سے یہ مراد نہیں کہ جن و انس میں سے ہر ہر فریق کے رسول آئے کیونکہ مِن کے حقیقی معنی تبعیض کے ہیں یعنی بعض، اور کُم جمع کا صیغہ ہے اس بنا پر اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ بعض مجموعہ سے رسول آئے، نہ کہ ہر ہر فریق میں سے لہذا اگر ان دو جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت سے رسول آجائے، تو یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ الخ کا مصداق صحیح ہے اسی اعتبار سے دوسری جگہ ہے يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ میٹھے اور نمکین دونوں قسم کے سمندر سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں حالانکہ موتی و مرجان صرف نمکین پانی سے نکلتا ہے

دوسرا قول | یہ ہے کہ رسول کا اطلاق عام ہے اس کو بھی رسول کہتے ہیں جو رسول کے جانب مبلغ مقرر کر کے بھیجا جاتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اہل انطاکیہ کے پاس تین شخصوں کو

تبلیغ کے لئے بھیجا تھا، ان کو قرآن کریم نے رسول کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَکَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْا اِنَّا اِلَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ جب ہم نے ان کے پاس دو کو بھیجا تو انھوں نے دونوں کو جھوٹا بتلایا پھر تیسرے رسول سے تاکید کی تو ان تینوں نے کہا ہم تمہارے طرف رسول بن کر آئے ہیں (سورہ یٰس)، جنوں کی جماعت رسول اللہ صلعم سے قرآن سن کر اپنے قوم میں بھیجی گئی تو اس کو رسول کی صفت سے تعبیر کیا گیا ہے فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ (سورہ احقاف) پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو وہ لوگ اپنی قوم کے پاس نذیر بن کر گئے ——— اسی طرح یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ الخ میں جنوں کے رسول سے وہ اجنہ مراد ہیں جو اپنے وقت کے نبی سے تعلیم حاصل کرکے قوم کی تبلیغ کے لئے مقرر کئے گئے تھے ———

پانچویں دلیل | پانچواں ثبوت اس امر کا کہ عوام میں جو جن مشہور ہیں ان کا کوئی وجود نہیں اور یہ کہ رسول کریم صلعم پر جو جن ایمان لائے تھے وہ انسان ہی تھے، یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جہنم کی نسبت فرماتا ہے فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (سورۂ بقرہ) دوزخ میں یا تو انسان ہونگے یا پھر پتھر وغیرہ آگ کو بھڑکانے والے سامان ہوں گے، اگر جن کوئی مکلف مخلوق ہے تو یوں کہنا چاہئے تھا وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْجِنُّ وَالْحِجَارَةُ الخ اس دلیل میں بھی کوئی وزن نہیں ہے اس جگہ قرآن پاک کا مقصد کفارِ عرب کو عذاب جہنم سے ڈرانا ہے کہ اے منکرو تم نے اصنام کی عبادت کو ذریعۂ نجات سمجھا ہے غور کرو یہ تمہیں کہاں تک نجات دلائیں گے جب کہ یہ اپنے کو بھی جہنم سے بچا نہ سکیں گے۔

یہ اس صورت میں ہے کہ "حجارہ" سے اصنام مراد ہوں اگر اس سے عام پتھر مراد ہیں تو اس صورت میں آگ کی شدت اور تیزی کو بیان کرنا مقصود ہے کہ جہنم کی آگ سے دنیا کی آگ کو کوئی نسبت نہیں ہے، اس کا ایندھن لکڑی نہیں بلکہ پتھر اور انسان ہیں یہاں معذبین جہنم کی شمار بیان نہیں کی جارہی ہے ورنہ پھر حجارہ کے ذکر کا کیا موقع تھا، پتھر کون سا مکلف

ہے جو جہنم کے معذبین کی شمار میں بیان کیا گیا ہے ہاں جہاں جہنم کے معذبین کا شمار ہے وہاں قرآن کریم میں انسان کے ساتھ جن کا بھی ذکر ہے لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (سجدہ ۱۳)

چھٹی دلیل: چھٹا ثبوت ان مومن جنوں کے انسان ہونے کا یہ ہے کہ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چند خصوصیتوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں ایک یہ ہے کہ میں تمام اقوام کی طرف بلا استثناء مبعوث کیا گیا ہوں اور جو مجھ سے پہلے نبی گذرے ہیں وہ صرف اپنی قوم کے طرف مبعوث ہوتے تھے، اس حدیث کے ہوتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ یہ جن جو آنحضرت صلعم پر ایمان لانے کوئی اور مخلوق تھی کیونکہ قرآن کریم صاف بتاتا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والوں میں سے تھے، سوال یہ ہے کہ اگر وہ بنی اسرائیل میں سے نہ تھے تو ان کا موسیٰؑ پر ایمان لانا جائز ہی کس طرح ہو سکتا الخ

یہ استدلال بھی لچر ہے حدیث کے الفاظ یہ ہیں اما انا فارسلت الی الناس کلھم عامۃ وکان من قبلی انما یرسل الی قومہ۔ اس میں ناس (انسان) کا لفظ ہے، یعنی آپ نے باعتبار امت انسانی کے اپنی خصوصیت کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ میں تمام انسانوں کیطرف مبعوث ہوں اور اگلے انبیاء کی بعثت انسانوں میں سے صرف اپنے قوم کی طرف ہوتی تھی انسان کے علاوہ کسی دوسری مخلوق کے طرف آپ یا پہلے نبیوں میں کوئی نبی مبعوث ہیں یا نہیں؟ اس کا اس حدیث میں کوئی ذکر ہی نہیں بنا بریں اس سے اگلے نبیوں کی انسانوں کے علاوہ دوسری مخلوق کی طرف مبعوث ہونے کی نفی نہیں کر سکتے اور سورۂ جن کے مومن جنوں کا یہودی ہونا ان کے انسان ہونے اور انسان میں سے بھی بنی اسرائیل ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی،

ساتویں دلیل: ساتواں ثبوت ان جنات کے انسان ہونے کا یہ ہے کہ رسول کریم صلعم کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا یہاں جنوں کو رسالت میں شامل نہیں کیا گیا، اگر جن بھی کوئی علیحدہ قوم ہیں اور ان کے لئے بھی آپ پر ایمان لانا ضروری تھا یا جائز ہی تھا تو یوں

فرمانا چاہیئے تھا یٰاَیُّھَا النَّاسُ وَالْجِنُّ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا پس جو جن آپ پر ایمان لائے تھے وہ قرآنی تشریح کے ماتحت انسانوں ہی میں سے تھے اور اسی وجہ سے آپ پر ایمان لانے کے مکلف تھے"

یہ استدلال ایک اصولی غلط فہمی کا مظاہرہ ہے یہ اصول مسلمہ ہے کہ کسی چیز کا ذکر نہ ہونا اس کے نفی کو مستلزم نہیں ہوتا، اگر کوئی کہے میری جیب میں قلم ہے تو اس جملہ کا مطلب کبھی بھی یہ نہیں ہوتا کہ اس کی جیب میں قلم کے علاوہ کوئی دوسری چیز موجود ہی نہیں ہے بلکہ قلم کے علاوہ دوسری چیزوں کے موجود رہتے ہوئے بھی کہہ سکتا ہے کہ میری جیب میں قلم ہے اسی طرح نبی اکرم صلعم کا انسان کے علاوہ جن کی طرف مبعوث ہوتے ہوئے بھی یہ فرمانا صحیح ہے کہ میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوں اور یہ جملہ ہرگز اس کو مقتضی نہیں ہے کہ آپ انسان کے علاوہ کسی دوسری جماعت کی طرف مبعوث نہیں ہیں، ورنہ پھر یہ دعوی کرنا صحیح ہو جائے گا کہ آپ صرف قوم عرب کی طرف مبعوث ہیں اس کے علاوہ کسی دوسری قوم کی طرف مبعوث ہی نہیں ہیں کیونکہ سورۃ جمعہ میں ہے ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ، اس جگہ غیر عرب کو رسالت میں شامل نہیں کیا گیا اگر آپ امیین قوم عرب کے علاوہ دوسرے انسانوں کی طرف بھی مبعوث ہیں تو یوں فرمانا چاہیئے تھا ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ وَغَیْرِ الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ" آیت یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا میں جو عام انسانوں کا ذکر ہے تو اس کے متعلق یہ کہا جائے کہ حسب تشریح قرآنی (یعنی آیت سورۃ جمعہ) ناس سے صرف قوم عرب مراد ہے اور الناس پر الف لام عہد داخل ہے اور آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اے قوم عرب! میں تمام اقوام عرب اور تمام قبائل عرب کی طرف مبعوث ہوں ——— لیجئے اب کیا ہے حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلعم کی نبوت تو عرب کے لئے مخصوص ہو گئی، ختم نبوت کا مسئلہ ہی درہم برہم ہو گیا۔

اس کے بعد مرزا صاحب اس طرح لب کشائی کرتے ہیں

ایک اور آیت اس مضمون کے بارہ میں اس سے بھی واضح ہے اور وہ سورہ سبا کی آیت وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ کافہ کف سے نکلا ہے جس کے اصل معنی جمع کرنے اور روکنے کے ہیں، پس آیت کے معنی یہ ہوتے کہ اے محمد صلعم ہم نے تجھے صرف اس لئے مبعوث کیا ہے کہ تو انسانوں کو جمع کرے اور کسی انسان کو اپنی تبلیغ سے باہر رہنے نہ دے۔ اب دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تجھے صرف انسانوں کو جمع کرنے کے لئے بھیجا ہے اور بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ انسانوں کے سوا کوئی اور بھی مخلوق ہے، اور وہ بھی محمد صلعم پر ایمان لانے کی مکلف ہے الخ

مرزا صاحب کی اس دلیل کی اصل یہ ہے کہ نفی کے بعد استثناء قصر کا فائدہ دیتا ہے، یعنی مستثنیٰ کے لئے حکم مخصوص ہوتا ہے اور اس کے ماسوا سے حکم کی نفی ہوتی ہے پس اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہوا کہ مستثنیٰ یعنی انسان کے لئے حضرت محمد صلعم کی رسالت مخصوص ہے اور انسان کے علاوہ دوسری مخلوق سے آپ کی رسالت کی نفی ہے پس انسان کے سوا کوئی مخلوق بھی حضرت رسول اللہ صلعم پر ایمان لانے کی مکلف نہیں،

مرزا صاحب کی یہ دلیل بھی ناواقفیت کی بناء پر ہے قصر کی تین قسمیں ہیں۔ قصر افراد، قصر قلب قصر تعین۔ قصر افراد میں متکلم کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف مستثنیٰ کے لئے ثابت ہے مستثنیٰ کے علاوہ دوسرے افراد اس حکم میں شریک نہیں ہیں مثلاً جب کسی کا یہ خیال ہو کہ بکر کو مارنے میں زید و عمرو دونوں شریک ہیں، اور اس خیال کی تردید کی جاتے اور کہا جاتے ماضارب الا زید یہ قصر افراد ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ صرف زید مارنے والا ہے، عمر اس میں شریک نہیں ہے، قصر قلب میں متکلم کا مقصود صرف مستثنیٰ کے عکس کی تردید ہوتی ہے، مثلاً جب کسی کا خیال ہو کہ زید بیٹھا ہوا ہے اور اس خیال کی تردید میں کہا جاتے ما زید الا قائمٌ یہ قصر قلب ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ زید کھڑا ہے بیٹھا ہوا نہیں ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ قیام کے علاوہ کسی دوسری صفت کے ساتھ متصف ہی نہیں کیونکہ قیام کے علاوہ کتابت عدم کتابت علم و جہل وغیرہ میں سے کسی صفت کے ساتھ ضرور ہی متصف ہوگا، قصر تعیین کی صورت یہ ہوتی ہے

کہ مثلاً مخاطب کو یہ شک ہوتا ہے کہ اس کتاب کا لکھنے والا زید ہے یا عمر، تو اس وقت متکلم کا یہ کہنا کہ ما کاتب الا زید یہ قصر تعیین ہے چونکہ اس قصر کے ذریعہ کاتب کی تعیین ہو گئی ہے کہ زید ہے عمر نہیں ہے یہ قصر کی تین قسمیں ہوئیں، اب ہمیں دیکھنا چاہئے کہ اس مقام میں قصر کی کون قسم ہے؟ یہاں قصر افراد نہیں، کیونکہ اگر باری عز اسمہ کا اس قصر سے یہ مقصد ہے کہ آپ کی دعوت ورسالت میں انسان کے علاوہ کوئی دوسری مخلوق شریک نہیں ہے، تو یہاں کافہ کا لفظ مہمل اور بے معنی ہو جاتا ہے بلکہ یہ مقصد وما ارسلناک الا للناس سے حاصل ہو جاتا ہے یعنی آپ کو صرف انسانوں کے لئے بھیجا ہے، انسانوں کے علاوہ کسی دوسری مخلوق کے طرف مبعوث نہیں ہیں، قرآن کریم کا ایک لفظ اور ایک نقطہ بھی مہمل نہیں لہذا قصر افراد نہیں ہو سکتا۔ اور قصر تعیین بھی نہیں کیونکہ اگر انسان اور دوسری مخلوق کے درمیان آپ کی رسالت کو متعین کرنا ہے کہ آپ کی رسالت کے لئے صرف انسان ہی متعین ہے تو اس صورت میں بھی کافہ کا لفظ مہمل ہے لہذا اب متعین ہو گیا کہ قصر قلب ہے، یہ شبہ ہوتا ہے کہ اگلے انبیاء کی طرح حضرت رسول اللہ صلعم کی رسالت کسی خاص جماعت اور گروہ کے ساتھ مخصوص ہو گی اور عام انسان آپ کی دعوت میں شامل نہیں اس آیت میں اسی شبہ کی تردید ہے کہ آپ کی رسالت تمام ہی انسانوں کے لئے ہے صرف بعض انسانوں کے ساتھ مخصوص نہیں اس سے انسان کے علاوہ کسی دوسری مخلوق سے آپ کی رسالت کے تردید پر دلالت نہیں ہو گی کیونکہ قصر قلب کے متعلق بیان ہو چکا ہے کہ اس میں صرف مستثنیٰ کے ضد کی نفی ہوتی ہے ما سوا کے علاوہ دیگر امور کے نفی پر دلالت نہیں کرتا یہاں مستثنیٰ جمیع انسان ہے اس کا عکس بعض انسان ہو گا لہذا یہ آیت صرف بعض انسانوں کے اندر آپکی نبوت مخصوص ہونے کی تردید ہو گی اور دوسری مخلوقات کی نفی اس کا مفہوم نہیں ہے لہذا اس آیت کریمہ کو اس ثبوت میں پیش کرنا کہ انسان کے علاوہ کوئی دوسری مکلف جماعت نہیں سراسر جہل ہے اور زبان عربی سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔

مرزا صاحب نے قرآن واحادیث سے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ انسان کے علاوہ جن کوئی

اور مخلوق نہیں جو سات دلیلیں پیش کیں ان کی حقیقت واضح ہو گئی اور آپ نے دیکھ لیا کہ ان کے دماغی جدوجہد کا قلعہ منہدم ہو کر رہ گیا ہے اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تاویل میں جو جن وانس کے دو مخلوق ہونے پر نص صریح ہے مسور کن تحریف پیش کی ہے لیکن قرآن میں تحریف؟ یہ ممکن نہیں یہ وہ جادو ہے کہ سر پر چڑھ کر بولتا ہے قرآن کریم کی تحریف میں دلچسپ سے دلچسپ انداز بیان ہی کیوں نہ اختیار کیا جائے اس کی تردید کے لئے وہ کسی غیر کا محتاج نہیں بلکہ خود ہی اس کے طلسم کو توڑ کر پھینک دیتا ہے کیونکہ دیگر وجوہِ اعجاز کے علاوہ قرآن مجید کا ایک اعجاز یہ بھی ہے جو ارباب بصیرت سے مخفی نہیں، یعنی انا اللہ لحافظون کی صداقت! اب آیئے مرزا صاحب کی ذہنی اُپج ملاحظہ فرمایئے

والجان خلقنٰہ من قبل من نار السموم یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ جن کی خلقت انسان سے جدا ہے اور یہ کہ جن کی پیدائش انسان سے قبل ہے اور اس کا مادہ آگ سے ہے اور انسان کی پیدائش مٹی سے ہے اس سے ثابت ہوا کہ جن وانس دو الگ الگ مخلوق ہیں۔

اس کے متعلق مرزا صاحب کی تحریف یہ ہے کہ "جن کو آگ سے پیدا کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ اس کی طبیعت میں اشتعال و تمرد ہے" اور "انسان کو مٹی سے بنانے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں انقیاد و اطاعت ہے، عربی کا یہ عام محاورہ ہے کہ جو شئے کسی کی طبیعت میں داخل ہو اس کو خلقت سے تعبیر کیا جاتا ہے، پس جن انسان سے کوئی الگ مخلوق نہ ہوا بلکہ انسان ہی کے وہ افراد جو متمرد و سرکش اور باغی نظام ہیں جن کے نام سے موسوم ہیں ——————

یہ ہے ہمارے مرزا صاحب کی دماغی جدت لیکن یہ کلام الٰہی ہے اس میں محض دماغی جدت طرازیوں سے کام نہیں چلتا مرزا صاحب کی یہ تفسیر قرآن کریم کے سیاق و سباق کے منافی ہے قرآن مجید میں جن مقامات میں تخلیق آدم کا ذکر ہے اس سے پہلے حشر کا بھی ذکر ہے، قطعی طور پر یہ روش صاف بتاتی ہے کہ تخلیق آدم کو حشر کی دلیل میں پیش کیا گیا ہے کہ بعد الموت پھر دوبارہ زندہ کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ جب باری تعالیٰ نے پہلی مرتبہ انسان کو جو عدم محض تھا

سے پیدا کیا تو پھر دوبارہ پیدا کرنے میں کون سی دشواری ہے خلاصہ یہ کہ تخلیقِ آدم کو حشر کی دلیل میں پیش کیا گیا ہے لہٰذا لازمی طریقہ پر یہ ان کی تخلیقِ جسمانی کا ذکر ہے نہ کہ ان کی عادت و فطرت کا بیان۔ اور مٹی ان کا مادہ جسمانی ہے اور اسی کے مقابلہ میں والجان خلقنٰہ من قبل من نار السموم ہے بنا بریں متعین ہو گیا کہ یہاں جن کی آگ سے تخلیقِ جسدی ہی کا بیان ہے نہ کہ ان کی طبیعت و عادت کا تذکرہ

دوسرے یہ کہ مرزا صاحب کی اس تفسیر سے صاحب کلام کا مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے اور یہ توجیہ الکلام بما لا یرضی بہ قائلہ ہے ابلیس سے جب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ دریافت کی گئی تو وہ کہتا ہے انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین یہاں اس نے نوعیتِ تخلیق کو اپنی افضلیت ثابت کرنے کے لئے پیش کیا ہے اب اگر خلقتِ نار سے تمرد و سرکشی اور خلقتِ طین سے انقیاد و اطاعت مراد لی جائے تو پھر یہ افضلیت کی دلیل نہ ہوگی بلکہ اپنی طرف سے رذالت و حقارت کا اقرار ہوگا کیونکہ تمرد و سرکشی اور باغی نظام ہونا کوئی خوبی کی بات نہیں بلکہ ناصیۂ شرافت کے لئے بدنما داغ ہے اس طرح آپ کی اس خود ساختہ تفسیر سے کلام کا حقیقی مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

سلسلۂ تاریخ ملت

نبی عربی صلعم

تاریخ ملت کا حصہ اول جس میں متوسط درجہ کی استعداد کے بچوں کے لئے سیرت سرور کائنات صلعم کے تمام اہم واقعات کو تحقیق، جامعیت اور اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جدید ایڈیشن جس میں اخلاق سرور کائنات کے اہم باب کا اضافہ کیا گیا ہے اور آخر میں ملک کے مشہور شاعر جناب ماہر القادری کا سلام بدرگاہ خیر الانام بھی شامل کر دیا گیا ہے کورس میں داخل ہونے کے لائق کتاب ہے قیمت عہ مجلد عہ بقیہ حصص، خلافت راشدہ عہ، خلافت بنی امیہ عہ، خلافت ہسپانیہ عہ